The Faculty Journal of Arts, Rajshahi University
Special Volume-7 on **Issues Around Pedagogy: Teaching-Learning Strategies in Arts & Humanities for the 21st Century**,
3rd International Conference, 25-26 June 2025, ISSN 1813-0402

کرشن چندر کا اردو ناول: موضوع اوجدید تعلیم

[Urdu Novel of Krishna Chander: Theme and Modern Pedagogy]

Dr. Mst. Josna Khatun
Assistant Teacher, Masjid Mission Academy, Seroil, Ghoramara, Rajshahi, Bangladesh

ARTICLE INFORMATION

The Faculty Journal of Arts
Rajshahi University
Special Volume-7
ISSN: 1813-0402 (Print)

Received : 17 February 2025
Received in revised: 24 April 2025
Accepted: 16 March 2025
Published: 25 October 2025

Keywords:
Urdu Novel, Krishan Chander, Theme, Modern Pedagogy, Literary Analysis, Student engagement.

ABSTRACT

Krishan Chander's (1914-1977) name is very high in Urdu prose literature. He is forever remembered in Urdu prose literature through his writings. He has enriched Urdu prose literature by writing novels, short stories, plays, translations and essays with great power. Krishan Chander was the most famous of all the novelists who emerged in Urdu literature during the progressive movement. After Premchand, Krishan Chander became a successful novelist in Urdu literature. He wrote more than fifty novels. His notable novels are 'SHLKAST', 'JAB KHET, JAGE', 'TOOFAN KI KALIYAN', 'GADDAR', EK AURAT HAZAR DIWANE',. At first, his novels were spiritual. Later economic, political, social, romantic, and humorous aspects emerged in his novels. He has presented the diverse reality of his life in his novels as he saw it. Krihan Chander grew up in the beautiful environment of Kashmir, so he has depicted the natural scenery in his novels very beautifully and meticulously. Krishan Chander presents a philosophy of oppression and tyranny of farmers, women's rights, humanity, peach and brotherhood in novel. This article teaches the realistic picture of society through Krishan Chander's novel.

کرشن چندر اردو ادب کلیک چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ کرشن چندر کا شمار اردو ادب کی صف اول کی ہمہ گیر اور باڑ شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی تخلیقی بصیرت اور تخیل سے اردو ادب کی دنیا کو روشن کرنے اور اردو ادب کو نئے افق پر ڈھالنے میں اہم اور ملیا ستائش کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے اردو ادب میں ناول، افسانے اور ڈرامے لکھ کر کافی شہرت حاصل کی۔ ترقی پسندی تحریک کے دوران اردو ادب میں ابھرنے والے تمام ناول نگاروں میں کرشن چندر سب سے زیادہ مشہور تھے۔ پریم چند کے بعد کرشن چندر اردو ادب کے کامیاب ناول نگار ہیں۔ کرشن چندر اردو ناولوں میں کلیک ایسا نام ہے جس کے بغیر ناولوں کی تاریخ آدھوری رہے گی۔

کرشن چندر 23 نومبر 1914 میں ہندوستان میں مغربی پنجاب کے ضلع گجرانوالہ وزیر اباد نامی کلیک چھوٹے شہر میں پیدا ہوئے۔[1] ان کا پورا نام کرشن چندر شرما تھا۔ وہ پیدائشی طور پر کشمیری برہمن تھے۔ ان کے والد کا نام گوری شنکر چوپڑا تھا۔ ان کے والد ڈاکٹر تھے۔[2] ان کی والدہ کا نام پرمشری دیوی تھا اور ان کی والدکلیک ہندو تھیں۔[3] کرشن چندر نے پونچھ ہائی اسکول میں تعلیم حاصل کی۔ ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد لاہور کے فرمان کالج میں داخلہ لیا۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اور ایل ایل بی کے امتحانات پاس کئے۔ یہ عظیم مصنف نے 8 مارچ 1977ء میں ممبئی میں انتقال کر گیا۔[4]

اردو ادب میں کرشن چندکلیک مشہور اور معروف ناول نگار ہیں۔ کرشن چندر نے ناول کی حیثیت سے بہت شہرت اور مقبولیت حاصل کی۔ کرشن چندر نے 50 سے زیادہ ناول لکھے ہیں۔[5] جن میں "شکست" (1943)، جمب کھیت جاگے" (1952)، "طوفان کی کلیاں" (1960)، "گدار" (1960)، کلیک عورت ہزار دیوانے" (1960)، "دل کی دادیاں سو گئیں" (1956)، باؤن پتے"

(1960)، ایک گادھے کی سرگزشت "(1956)، "برف کے پھول"(1961)، "پیاس ایک خوشبو"(1971)، "آسمان روشن ہے"(1957)، "چاندنی کا گھاؤ"(1964)، "گادھے کی واپاسی"(1962)، ایک گادھا نیفا میں"(1964)، "دادر پل کے بچے" (1961)، "میری یادوں کے چنار"(1962)، "درد کی نہر"(1963)، "پانچ لوفار"(1966)، "دوسری برف باری سے پہلے" (1967)، "گنگا بہے نہ رات"(1962)، "مشینوں کا شہر"(1971)، "آئینے اکیلے ہیں"(1972)، "آدھا راستہ"(1977)، "سڑک واپس جاتی ہے"، "لندن کے سات رنگ"، "ایک دامن سمندر کے کنارے"(1961)، "بمبئی کی شام"، "جنت اور جہنم"، "گوالیار کا حجام"(1969)، ایک کروڑ کی بوتل"(1971)، "محبت کی رات"، "حسینوں کا شہر"(1971)، "مہارانی"(1971)، "چاند کی چاندنی"(1971)، "جمنبل کی جمنبلی"(1973)، "روٹی کپڑا اور مکان"(1974)، "محبت کی قیلیں بھی"(1974)، "اس کا بدن میرا چمن"(1974)، "سونے کا سنسار"(1974)، "فٹ پاتھ کے فرشتے"(1977)، "آدھی سفر کی پوری کہانی"، "زر گاؤں کی رانی"، "پانچ لوفار اور ایک ہیروئن"، "کارنیول"، اور "مٹی کے صنم"۔[6]

کرشن چندر بچپن سے ہی ادب سے گہری دلچسپی تھی۔ وہ اپنی زندگی کے آخری وقت تک ادب سے وابستہ رہے۔ شروع میں ان کے ناولوں فلسفہ تھے۔ بعد میں ان کے ناولوں میں سماجی، معاشی، سیاسی اور رومانوی پہلو سامنے آئے۔ کرشن چندر ایک رومانی ناول نگار ہے۔ ان کے ناولوں میں رومانیات کا عنصر بھی پایا جاتا ہے جو ان کی تحریروں کو دلکش بناتا ہے۔ ان کا پہلا رومانی ناول "شکست" ہے جو کشمیر میں لکھا تھا۔ بقول خلیل الرحمن اعظمی "کرشن چندر اس ناول میں بھی رومانیت ہی کے راستے آئے ہیں۔ اس کا ہیرو شیام سرتا پا شاعرانہ مزاج رکھتا ہے اور اس کی زندگی کا سب سے اہم مسئلہ موجودہ معاشی اور طبقاتی نظام میں محبت کی ناکامی مسئلہ ہے"۔[7]

کرشن چندر کے ناولوں کی تہذیبی فضا میں سماج میں رہنے والی عورتوں کے مسائل بھی ہیں۔ عورت اور جنس کے مسائل پر کرشن چندر نے بے باک لکھا اور عورت کی آزادی مساوات کا مطالعہ بڑے موثر انداز میں کیا۔ عورت کے دکھ سکھ کا تجزیہ اس کے روزمرہ کے گھریلو اور اجتماعی حالات کے تضادات تناظر میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ عورت کے جذبات اور کردار کی نگارش میں ان کے مشاہدے کو کمال حاصل ہے۔ گھر کے ساز و سامان استعمال کی اشیا عورتوں کی مخصوص لوازمات اور دیگر جزئیات جن سے عورتوں کے جذبہ اور شعور کا تعلق ہو کرشن چندر گہری مشاہدے کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ کرشن چندر عورت کی عظمت اور تقدیس قائم کرنا چاہتے ہیں اور عورت کو دھرتی اور تخلیق کا سرچشمہ قرار دیتے ہوئے "شکست" میں کہتے ہیں "عورت دھرتی ہے اور زندگی کا منبع ہے اور زندگی کی منزل ہے"۔[8]

کشمیر کے ایسے درخشاں مستقبل کے خواب صرف کرشن چندر جیسا عظیم فنکار ہی دیکھ سکتا ہے۔ جس کی انسان دوستی سماج کو ترقی کی راہ پر گامزن کرتی اور سماج مسائل سے گہری مطابقت رکھتی ہے۔ یہ ان کا کمال تھا کہ انہوں نے صدیوں سے کچلے اور سہرے ہوئے کشمیریوں کو اپنے ناول کا موضوع بنایا۔ ان کی غربت اور استحصال کی کہانی عوام کے سامنے پیش کرکے کشمیر کے ضمیر کو بیدار کیا۔ "طوفان کی کلیاں" "برف کے پھول" "شکست" جیسے ناول لکھ کر اردو ادب کا دامن وسیع کیا۔[9]

کرشن چندر کے مقصدیات بھی ہے اور حقیقت نگاری اور ترقی پسندی بھی جو بہت کم ترقی پسند ناول نگاروں کے یہاں پائی جاتی ہے۔ انہوں نے معاشرے، ملک اور دنیا کی تعمیر چاہتے ہو جہاں کوئی منافرت، ذات پات نہ ہو اور بھائی چارگی ہو۔ ان کے ناولوں میں ہر جگہ نقطۂ نظر آفاقی ہے جو عالمگیر مسائل سے گہری دلچسپی رکھتا ہے۔ گدار، آسمان روشن ہے، مٹی کے صنم وغیرہ ناولوں کے ذریعے پیش کیا ہے جو ان کے انسان دوستی، محبت، اخوت، بھائی چارگی حب الوطنی اور فطرت پرستی دلالت کرتے ہیں اور اس سے ان کے نقطۂ نظر کی وضاحت بھی ہو جاتی ہے۔ کرشن چندر کے ناولوں میں حقیقت پسندی نمایاں ہے۔ انہوں نے اپنے اس پاس کی دنیا کو انتہائی قریب سے دیکھا اور اسے اپنے ناولوں میں پیش کیا۔

ناول کا مرکزی توجہ کردار ہوتا ہے۔ اردو ناول میں سب سے پہلے سرشار نے کردار نگاری کی اہمیت محسوس کیا۔ کسی کہانی میں ان کو اس تمام خصوصیات کے ساتھ اجاگر کیا جاتا ہے تو وہ کردار کہلاتا ہے۔[10] کردار نگاری فنکار کی خصوصی توجہ کی محتاج ہوتی ہے۔ کوئی ناول نگار کے مکمل ذمہ داری کے ساتھ اس کے فنی تقاضوں کو پورا نہیں کرتا ناول نگاری میں اپنا مقام نہیں بنا سکتا۔ کرشن چندر ناول نگاری کے روشن مینار ہیں۔ انہوں نے زندگی کا بے حد قریب اور گہرائی سے مطالعہ کیا۔ ان کے کرداروں کی زندگی میں قریب قریب زندگی کا ہر رنگ اور رخ حقیقی حد و خیال میں ملتا ہے۔ ان کے ناولوں میں ہر طبقے کے کردار ملتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ناولوں میں متوسط سرمایہ دار اور پرولتاری وغیرہ طبقے کے کرداروں کو استعمال کیا ہے۔ جس میں مختلف قسم کے کردار دکھائی دیتے ہیں جیسے جاگیردار، زمیدار، ملا، پنڈت، پولیس، فوجی، افسر، ڈاکٹر، وکیل، مہاجن، نوکر، کسان، مزدور، بیوہ، محبوبہ، کال گرل، ہندو، مسلم، شیخ، عیسائی، پارسی وغیرہ۔ کرشن چندر نے ہندوستانی سماج اور اس کے سیاسی، سماجی اقتصادی اور مذہبی ماحول کے حوالے سے ان کے کرداروں کے مزاج طور طریقوں سکی انفرادیت کے ساتھ پیش کیا ہے۔[11]

ان کے ناولوں میں نسوانی کرداری کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ یہ سماج کے ہر طبقے کے افراد ہی ہیں جنہیں نے محبوبہ، ماں، بیٹی، بیوی، طوائف وغیرہ روپ میں استعمال کیا۔ کرشن چندر کے مثالی اور ارتقائی کرداروں میں سے ایک لافانی نسوانی کردار ہے۔ ایک عورت ہزار دیوانے" کا مرکزی کردار ہے اس ناول کی پوری کہانی ایک ایسی بہادر خانہ بدوش لڑکی کے گرد گھومتی ہے جو ہر قدم پر زندگی کے صحتمند قدروں کی ترجمان ہے۔ ان کی پوری زندگی ایک ایک اہم انقلابی کردار کی مثال ہے جو کہ سماج کے مظلوم کے خلاف عالم بغاوت اٹھاتی ہے اس کا نام "لاچی" ہے۔ "چندرا" شکست ناول کا ایک اہم اور مرکزی کردار ہے۔ چندر کا کردار ایک باغی اور محبت کرنے والی کا کردار ہے۔ کرشن چندر کا ناول میری یادوں کے چنار کا ایک ضمنی نسوانی کردار "خانم" ہے جس میں انقلابی جوش اور باغیانہ جذبات بھرپور ہے۔ "عشرت" باون پتے ناول کا مرکزی کردار ہے جس کو کرشن چندر نے خوبصورتی میں پیش کیا ایک دامن سمندر کے کنارے کا ضمنی نسوانی کردار کی "کیری" ہے جس کو انہوں نے محبت والی لڑکی کی صورت پیش کیا۔ "لالی" کرشن چندر کا ایک نمائندہ اور مثالی کردار ہے جسے انہوں نے "کارنیول" ناول میں پیش کیا ہے۔ ان سب کے علاوہ اس ضمنی اور نسوانے کردار کرشن چندر کے ناولوں میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں جیسے میری یادوں کے چنار کی "جانکی" "پانچ لوفار میں "شانتا" مہارانی کی "مہرانی" قابل ذکر ہے۔ انہوں نے اپنے ناولوں میں عورتوں کے ساتھ ساتھ مردوں کے جذبات، دلی کیفیت اور نفسیاتی حالت کا بھی بخوبی بیان کیا ہے جیسے کھیت جاگے "کا ناول کا ہیرو "راگھوراؤ" ہے۔ اس میں ایک انقلابی شعور ملتا ہے جو کسانوں کو منظم کر کے استحصالی قوتوں کے خلاف ایک محاج بنا سکے۔ "گدار" ناول کا مرکزی کردار "بیج ناتھ" انسانی خیالات کا مجموعہ ہے۔ اس کے کردار میں محبت اور خلوص نیک نیتی اور ایثار اور بلند حوصلگی موجود ہے۔ "شیام" "شکست ناول کا ارتقائی طبقاتی اور مرکزی کردار ہے۔ شیام انقلابی پسندانہ خیالات کا حامل ہے۔ "اسحاق" آسمان روشن ہے کا مرکزی کردار اور طبقے کا بڑا مصنف ہے۔

کرشن چندر نے منظر اور قدرت اور فطرت کی حسن کاری کے موقع کو بڑی عمدگی سے نبھایا ہے۔ محبت کی طرح فطرت بھی ان کا خاص موضوع رہا ہے ایک عورت ہزار دیوانے، آسمان روشن ہے، میری یادوں کے چنار، ناول میں بہترین منظر نگاری پیش کی ہے جیسے ہو بہو تصویر کھینچ دی۔ صبح اور شام کی منظر کاشی میں انہیں کمال کا درجہ حاصل ہے کشمیر کی مست خرام وادیوں اور پنجاب کے کھلے میدانی فضاؤں ان کے اکثر ناولوں میں پایا جاتا ہے۔ شکست، طوفان کی کلیاں، میری یادوں کے چنار، برف کے پھول وغیرہ ناولوں میں کشمیر اور پنجاب کی زندگی کی منظر کاشی دیکھنے کو ملتی ہے۔ ان کے لیے کشمیر قدرت کی رعنائیوں اور انسانی نگاہ کی کوتاہی کا رزمیہ پیش کرنے میں ساز گار ہے۔

ہوا ہے تو ان کے لیے دور حاضر کی ترقی جلوہ ہے۔ دادر پل کے بچے ایک دامکن سمندر کے کنارے، چاندنی کا گھاؤ، پانچ لوفار، پانچ لوفار اور ایک ہیروئن، باون پتے وغیرہ ناولوں میں بمبئی کی زندگی کی منظر کاشی دیکھنے کو ملتا ہے اور انہوں نے وہاں کی خوبصورتی و بدصورتی دونوں کا صحیح عکس عوام کے سامنے پیش کیا۔ کرشن چندر کا منظر کاشی میں کوئی جواب نہیں۔ الفاظ کے ذریعے ایسی پرکشش فضا تیار کرتے ہیں جیسے ہم سامنے بیٹھے فلم دیکھ رہے ہوں اور وہ منظر ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ بقول عزیز احمد "منظر کاشی میں کرشن چندر کا مقابلہ اردو کا کوئی نثر نگار نہیں کر سکتا۔ کسی ادیب یا شاعر نے کشمیر کے پہاڑیوں، وادیوں، چشموں، وندیوں، جھیلوں، مرغزاروں، قصوں اور دیہاتیوں کی اچھی تصویریں نہ کھینچی ہو گی۔[12]

مکالمہ بھی ناول کا اہم جزو ہوتا ہے۔ مکالمہ ناول کے فن کا ایک اہم عنصر ہے۔ کرشن چندر کی ناولوں میں ہمیں ہر طبقے اور ماحول کی الگ الگ زبانوں مین مکالمے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ زبان اور بیان کے استعمال میں انہوں نے شہری اور دیہاتی کا فرق واضح کیا ہے۔ زبان میٹھاس اور شیرینی سے بھرپور ہے اسی وجہ سے ناول کے پڑھنے میں لوگ دلچسپی رکھتے ہیں۔

کرشن چندر ایک عمدہ اسلوب کے مالک تھے۔ ڈاکٹر صادق کرشن چندر کے اسلوب کے بارے میں اس طرح لکھتے ہیں: "ان کے اسلوب میں تازگی اور حسن کی کیفیات ہوتی ہے جو انہیں اپنے دیگر ہم عصروں سے علاوہ کر کے اردو افسانے اور ناول کا سب سے بڑا شاعر قرار دیتی ہے۔"[13] ان کے اسلوب بیان کا سب سے بڑا وصف شاعرانہ انداز ہے۔ ان کے اسلوب کو بنیادی طور پر شاعرانہ اسلوب کہنا موزوں ہو گا۔ اسلوب بیان کے شاعرانہ انداز کی ایک مثال "اس کا بدن میرا چمن" سے ملاحظہ ہو: رات میں دیکھے چاندنی کھلتی رہی۔ یوں چھوٹا سا کالمرگ ہے۔[14] کرشن چندر کے اسلوب بیان کی خاص خوبی ان کے ناولوں میں تشبیہات، استعارات، طنز و مزاح بڑی خوبصورت آمیزش ہیں۔

واقعہ نگاری کے دوران کرشن چندر جب آپ نے نقطۂ نظر کی وضاحت شروع کر دیتے ہیں تو فطری طور پر واقعوں کے فطری ارتقائے میں کھانچ پر جاتی ہے۔ اپنے مقصد کی تبلیغ کے جوش میں وہ واقعات کو مسلسل بہاؤ میں حائل کر دیتے ہیں۔ یہ عیب "شکست" میں بھی موجود ہے اور دوسرے ناولوں میں بھی۔

بلاشبہ کرشن چندر کی انسان دوستی، اسلوب اور زندگی سے پیار محبت کرنا سکھاتی ہے۔ جیسے انسانی و مسائل سے گہرا لگاؤ اور وابستگی ہے۔ ان تمام انسانوں سے ہمدردی اور لگاؤ ہے جو غریب ننگے، بھوکے پامال مظلوم ہیں خواہ وہ دنیا کے کسی حصے میں رہتے ہوں لیکن ان کی ارزوئیں اور خواب یکساں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کرشن چندر عوامی مساوات سماجی تحفظ اور خوشحالی کے لیے لکھتے ہیں۔ ان کے قلم ہمیشہ ظلم اور نا انصافی کے خلاف نعرہ احتجاز بلند کرتا ہے۔ زیادہ تر ناولوں میں سماج کے ٹھکرائے ہوئے اور پامال لوگوں لیے سچی ہمدردی موجود ہے۔ وہ اسلوب علمدار ہے اور اسلوب کی بقا کے لیے جد و جہد کرتے نظر آتے ہیں۔

حوالے

1 ڈاکٹر ظہیر علی صدیقی، افسانے کے معمار، مکتبۂ جامعہ لمیٹیڈ جامع مسجد اردو بازار، دہلی 1992، ص۔ 57
2 جگدیش چندر ردوھان، کرشن چندر شخصیت اور فن، مکتبۂ جامعہ لمیٹیڈ نیا دلی، 1993، ص۔ 20-21
3 ایضا، ص۔ 23
4 عظیم الحق جنیدی، اردو ادب کی تاریخ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، 1978، ص۔ 244

[٥] کے کے کھلر، اردو ناول کا نگار خانہ، سیمانت پرکاشن، نئی دہلی، 1983، ص۔61

[٦] سنجیدہ خاتون، بیسویں صدی کے اردو مصنفین، ایجوکیشنل بک ہاوس، علی گڑھ، 2008، ص۔365

[٧] خلیل الرحمن اعظمی، اردو میں ترقی پسند ادبی تحریک، ایجوکیشنل بک ہاوس، علی گڑھ، 1984، ص۔209

[٨] کرشن چندر، شکست، ایشیا پبلشرز، دہلی، 1998، ص۔102

[٩] ڈاکٹر عبدالسلام صدیقی، کرشن چندر کا تنقیدی مطالعہ، انجمن ترقی اردو، نئی دہلی، 2004، ص۔64

[١٠] ایضا، ص۔114

[١١] ایضا، ص126

[١٢] عزیز احمد، ترقی پسند ادب، چمن بک ڈپو، اردو بازار، ص۔111

[١٣] ڈاکٹر صادق، ترقی پسند اور اردو افسانہ، مکتبۂ جامع اردو بازار، دہلی، 1981، ص۔143

[١٤] کرشن چندر، اس کا بدن میرا چمن، الجمعیہ پریس، دہلی، 1977، ص۔97۔